سیاسی بلوغت، مستحکم پاکستان کیلئے

محمد زکریا

انتخاب ۲۰۲۴ کے نتائج کسی حد تک غیر متوقع رہے ہیں۔خدشات کے عین مطابق ہارنے والی سیاسی جماعتوں اوران کے قائدین نے انتخابی عمل پر انگلیاں ہی نہیں اٹھائیں بلکہ احتجاج کی دھمکیاں بھی دی ہیں۔دلچسپ بات یہ ہے کہ ان انتخابات میں کسی حد تک ۱۹۷۰والی کیفیت نظر آئی کہ سیاست کے بڑے بڑے برج الٹتے نظر آئے،ان میں سب سے حیران کن صورتحال مولانا فضل الرحمٰن ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ہار گئے،سعد رفیق،رانا ثناء اللہ،سراج الحق سمیت متعدد سیاستدان بھی بہتر کارکردگی نہ دکھا سکے۔تحریک انصاف پورے ملک میں اپنی موجودگی ثابت کرنے میں کامیاب ہوئی،لیکن اپنی اس موجودگی کے پیچھے بہت سے سوالات چھوڑ گئی۔

سیاست کا میدان تب تک ہی سجا رہتا ہے جب تک ملک میں کسی بھی سطح کے انتخابات ہو رہے ہوں،چاہے وہ بلدیاتی ہی کیوں نہ ہوں یا پھر قومی،اس کے بعد جب حکومت بن جاتی ہے تو پھر سیاست میں وہ گرمجوشی باقی نہیں رہتی بلکہ حکومت کرنے کا عملی کام شروع ہو جاتا ہے اور عوام اس بات کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ الیکشن کے دوران کیے گئے وعدے کب پورے ہوتے ہیں لیکن الیکشن کے بعد صورتحال وہ نہیں رہتی جو کہ الیکشن سے پہلے ہوتی ہے کیونکہ سیاستدان اور عوام کا رشتہ الیکشن سے پہلے ووٹر کا ہوتا ہے اور بعد میں حکمران کا سے وہ توقعات اور قسمیں جو کہ وعدوں کی شکل میں ووٹر کی امید بنا کر نبھانے کی بات کی جاتی رہی حکمرانی کے بعد ان میں کئی مصلحتیں آڑے آجاتی ہیں یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سیاستدان ووٹ کے حصول کے بعد اقتدار میں آکر سیاسی مصلحتوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور عوام بے چارے دلفریب وعدوں کی وفا کی آس میں اپنی امیدوں کا خون ہوتا دیکھتے ہیں۔

پاکستان میں انتخابات کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔عوامی رائے دہندگی کے عمل سے بننے والی حکومت،عوامی توقعات پر پورا اترنے کیلئے پُر عزم ہے۔حکومت سازی کا عمل بھی جاری ہے۔انتخابات کی شفافیت پر سوال اٹھے، یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر الیکشن کو دھاندلی زدہ قرار دینا اپوزیشن کی روایت رہی ہے۔عوامی رائے کا احترام جمہوری عمل کی بنیاد ہے۔ملکی ترقی وخوشحالی اور عوامی مفاد کے تحفظ کیلئے کاوشوں کو جاری رکھنا صرف حکومت کا ہی نہیں بلکہ اپوزیشن کا بھی اولین فریضہ ہے۔یہ اُسی وقت ممکن ہے جب اپوزیشن اور حکومت ایک ساتھ بیٹھیں،عوامی مسائل اور ملکی چیلنجز سے نمٹنے کیلئے متفقہ لائحہ عمل اپنایا جائے۔کہتے ہیں کہ سیاست میں دروازے اور دل کھلے رکھے جاتے ہیں۔سیاست کا دل نہیں ہوتا اور سیاست میں کوئی مستقل دوست یا دشمن بھی نہیں ہوتا۔اس میں سیاسی دوستیاں بدلتی رہتی ہیں اور سیاسی دشمنی تو ہوتی نہیں مگر اختلاف ضرور ہوتا ہے

جوکہ سیاستدان اپنی سیاسی وسماجی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پیدا کرتے رہتے ہیں، جملہ بازی بھی جاری رہتی ہے جوکہ سیاست کا ایک حسن ہے اور اسی حسین اختلاف کے دم سے سیاست میں رونق لگی رہتی ہے۔سیاست میں کوئی مستقل زبان نہیں ہوتی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ سیاست بے زبانی کا نام ہے اور سیاستدان وہی بولی بولتے ہیں جو ان کے مطلب کی ہوتی ہے ورنہ چپ رہتے ہیں۔

جمہوری طور طریقوں اور ووٹ کی طاقت پر بننے والا ملک پاکستان عجیب مخمصے میں ہے کہ یہاں عوام جمہوریت چاہتے ہیں۔سیاستدان جمہوریت چاہتے ہیں،فوج جمہوریت چاہتی ہے مگر جمہوریت ہے کہ کہیں نظر نہیں آتی۔عوامی رجحان کو دیکھیں تو جو عدم برداشت، زور

زبردستی، اندھی تقلید، قوانین کی خلاف ورزی غرض ایسا کیا نہیں، جو مہذب معاشروں میں قابلِ نفرت تصور ہوتا ہے۔ پاکستان نے گزشتہ کچھ ادوار میں حکومتی اور اپوزیشن کے سخت رویوں کی وجہ سے ناقابلِ تلافی نقصان اٹھایا ہے۔ معاشی استحکام لانے کیلئے سیاسی استحکام ناگزیر ہے۔ بیرونی سرمایہ کار اُسی وقت سرمایہ کاری کریں گے جب حکومتی پالیسیاں اور حالات سازگار ہوں گے۔ سیاستدانوں کو بلوغت کا مظاہرہ کرتے ہوئے منتخب وزیراعظم کے ہاتھ مضبوط کرنے ہوں گے۔ درست سمت میں معاشی سفر جاری رکھنے کیلئے سیاستدانوں کو اعتماد کی فضاء بحال کرنا ہوگی۔

بانی پی ٹی آئی کی جانب سے عالمی مالیاتی ادارے کو نوزائیدہ حکومت کیلئے قرض جاری نہ کرنے کا خط، مستقبل کی خاکہ کشی کیلئے کافی ہے۔ تحریک انصاف کی جانب سے سخت اپوزیشن کا عندیہ سمجھنا اب کوئی معمہ نہیں رہا ہے۔ ان کی پالیسی خیبر پختونخواہ اور وفاق کو آمنے سامنے لانا ہے، جہاں بات تو صوبائی حقوق کی ہوگی مگر درپردہ سیاسی دشمنی کو مزید گہرا کرنا ہے۔ نومنتخب خیبر پختونخواہ وزیراعلیٰ کا وزیراعظم کی تقریب حلف برداری میں شرکت نہ کرنا بھی کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ جہاں دنیا میں معیشت کمزور ہو جائے وہاں قومی وحدت بھی کمزور ہو جاتی ہے، وہاں جذبہ ءحب الوطنی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جس ملک میں عوامی سطح پر جذبہ ءحب الوطنی کم ہو جائے وہاں وفاقیت کی سلامتی انتہائی مخدوش ہو جاتی ہے۔

پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو ملکی مسائل کے خاتمے کیلئے سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ آج ملک اور قوم کو اعتماد میں لینے کی ضرورت

ہے، اسی مقصد کے لیے ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ پاکستان اس وقت داخلی مشکلات کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے بھی دوچار ہے۔ من حیث القوم ہمیں اپنے وطن کے لیے سوچنا پڑے گا، معاملات وقت کے ساتھ ساتھ گمبھیر ہوتے جا رہے ہیں اور یہ قومی مسئلہ ہے۔ سیاستدان اور قوموں کو تقسیم کرنے والے رہنما تھوڑی دیر تک عوام کو بیوقوف بنا سکتے ہیں۔ مگر لمبے عرصے تک یا ہمیشہ کے لیے انہیں بیوقوف نہیں بنایا جا سکتا۔ انہیں تاریخ میں اپنی جگہ کی فکر کرنی چاہیے اور اس تلخ اور زہریلے سیاسی ماحول میں شائستگی لانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی معاشی صورتحال انتہائی مخدوش ہے، خطے کے دیگر ممالک کی نسبت ہماری کرنسی مسلسل زوال پزیر ہے۔ قرضوں کا ہمالیہ ہے اور سیاستدان بجائے کے مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں وہ اپنی ذاتی انا کی تسکین کی خاطر ملک کا وجود خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ سیاستدانوں کو عوامی فلاح کو اولین ترجیح دینا ہوگی اور ملک کے روشن کل کیلئے ایک ساتھ بیٹھنا ہوگا، سیاسی اختلاف رکھنا ہے رکھیں مگر عوام کے مقدر کیساتھ نہ کھیلا جائے۔ سیاسی استحکام لانے کیلئے حکومت کو فوری طور پر سیاسی مقدمے ختم کرنا ہوں گے۔ بانی پی ٹی آئی سمیت جتنے بھی سیاسی قیدی ہیں ان کیلئے نرم گوشہ رکھا جائے اور خصوصاً خواتین سیاسی قیدیوں کو فی الفور رہا کیا جائے۔ مصالحتی کمیٹی تشکیل دینا ہوگی جو سیاستدانوں کے درمیان مفاہمت و مصالحت کیلئے کردار ادا کریں۔ سیاستدانوں کو ٹیبل پر لایا جائے۔ دونوں اطراف سے صاحبِ شعور جو جذبات کی بجائے عقل کا استعمال کریں اور مسائل میں گھری کشتی کو پار لگایا جائے، ایسے لوگوں کو آگے بڑھنا ہوگا۔

پگڑیاں اچھالنے، گالم گلوچ اور منفی بیانات کی بجائے بردباری، تحمل اور عقل و دانش کو فروغ دینا ہوگا۔ "حکومت نہیں چلنے دیں گے" دھرنا ہوگا، کردار کشی سمیت تمام منفی روائیوں کو ترک کرنا ہوگا۔ غیر مستحکم حالات اور غیر یقینی کاروباری صورتحال کسی صورت بھی پاکستان کیلئے قابل برداشت نہیں ہے۔ آئیں! ملکی بقاء و سالمیت کیلئے ذاتی مسائل کو پسِ پشت ڈالیں اور آئندہ نسل کو مستحکم، خوشحال اور ترقی و خوشحالی کی راہوں پر گامزن کریں۔